پروفیسر سید محمد سلیم ★

صلح حدیبیہ
نبوی سیاست کاری کا شاہکار

صورت حالات

جب سے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دینا شروع کی تھی۔ اس وقت سے مکہ کے سردار قریش کے شیوخ اسلام اور داعیٔ اسلام کے دشمن بن گئے تھے۔ ابتداء میں انہوں نے داعیٔ اسلام اور نو مسلموں کے خلاف تضحیک، تحقیر اور تذلیل کا طریقہ اختیار کیا۔ مقصد برا بری جب نہیں ہوئی تو پھر انہوں نے نو مسلموں پر تشدد اور اذیت دہی کا طریقہ آزمایا۔ مگر یہ تمام ذرائع کار گر ثابت نہیں ہوئے۔ نو مسلموں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔

پھر وہ داعیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کو کس طرح ہموار کرنے کی کوشش کی۔ سردار جمع ہو کر داعی کی خدمت میں گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دولت، حکومت اور حسین عورت کی پیش کش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو قبول کریں اور یہ دعوت کا کام بند کردیں۔ ہمارے بتوں کی مخالفت ترک کردیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توقع کے خلاف یہ پیش کش بھی ٹھکرادی اور فرمایا کہ میں مرتے دم تک دعوت دیتا رہوں گا۔ اس کو نہیں چھوڑوں گا۔ سرداران قریش آپ سے مایوس ہوگئے اور پھر انہوں نے آخری چارۂ کار یعنی آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ان حالات میں آپ کا مکہ میں رہنا ناممکن بنادیا گیا اس لئے آپ نے وہاں سے ہجرت اختیار کرنے کا عزم کرلیا۔ مدینہ مکہ سے تین سو میل شمال میں واقع ہے آپ وہاں تشریف لے گئے۔ سارے مسلمانوں کو بھی آپ اپنے ساتھ لے گئے۔ تیرہ سال کی جدوجہد مکے میں بار آور نہیں ہوسکی۔

جنگ بدر

مدینہ میں آجانے کے بعد آپ نے خیال فرمایا کہ مکہ سے ہم لوگ آگئے ہیں۔ اب اہل مکہ کا غیظ و غضب کم پڑ جائے گا۔ مگر توقع پوری نہیں ہوئی۔ ان کی آتش انتقام اور بھڑک اٹھی۔ سرداران مکہ نے سوچا کہ مدینہ میں اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جم گئے اور طاقت پکڑ گئے تو پھر ان سے مقابلہ کرنا بہت دشوار ہوجائے گا۔ اس لئے ان کو جمنے نہ دیا جائے۔ پہلے ہی ان کا قلع قمع کردیا جائے۔ اس لئے ہجرت کے دوسرے سال ایک عظیم لشکر لے کر اہل مکہ مدینہ پر حملہ آور ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود افرادی طاقت کو لے کر مقابلہ پر آگئے۔ جو اگرچہ تعداد میں تو کم

★ ڈائریکٹر ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور

تھی مگر جذبۂ ایمانی اور شوق شہادت سے سرشار تھی۔ بدر کے اس پہلے معرکۂ حق و باطل میں قریشی حملہ آوروں کو شکست فاش دی اس پر ان کی آتش غضب اور بھڑک اٹھی۔ وہ اگلے سال پھر حملہ آور ہوئے (جنگ احد) اور شہر مدینہ کے قریب پہنچ گئے۔ جنگ کا نتیجہ بالکل واضح صورت میں بر آمد نہیں ہوا۔ ایک سال ناغہ دے کر عرب کے دوسرے قبائل کا ایک لشکر عظیم لے کر وہ مدینہ پر حملہ آور ہوگئے۔ مدینہ کی چھوٹی سی ریاست اتنے بڑے لشکر کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتی تھی۔ شہر کے گرد خندق کا حصار قائم کرکے شہر کو محفوظ کیا۔ خندق کی وجہ سے انہیں پیش قدمی کی جراءت نہ ہوسکی۔ مخالف ایک ماہ تک بیکار پڑے رہے۔ رسد کے مسائل پیدا ہوتے رہے۔ اندرونی اختلافات ظاہر ہونے لگے۔ قدرت خداوندی نے بروقت امداد فرمائی سخت سردی اور طوفان بادو باراں نے ان کو گھیر لیا ان کے خیمے اکھڑ گئے اور جانور منتشر ہوگئے۔ اس طرح بے نیل و مرام وہ واپس چلے گئے۔ پانچ سال کی مدت تک مدینہ کی نوخیز ریاست کو چین کا سانس لینے نہیں دیا۔

یہود کا طرز عمل

مدینہ آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی ریاست کا اعلان کردیا تھا۔ یہود اس کے شہری تھے اور شہری حقوق میں برابر تھے۔ احد کی جنگ میں انہوں نے غداری کی دشمن کے ساتھ مل گئے۔ جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے یہودیوں کو مدینہ سے جلاوطن کردیا اور وہ خیبر میں جاکر آباد ہوگئے۔ جنگ خندق تو یہود کی ہی ساختہ پرداختہ تھی۔ شہر مدینہ میں آباد یہود کے قبیلہ بنو قریظہ نے اس جنگ کے لئے خوب دوڑ دھوپ کی تھی۔ طاقتور قبیلہ غطفان کو مدینہ کی مخالفت پر ہموار کرنے میں بنو قریظہ کا زبردست ہاتھ تھا۔ مختلف طریقوں سے انہوں نے اس جنگ کو بھڑکایا تھا۔ اس لئے ادھر جنگ خندق کے اتحادی واپس اپنے گھروں کو گئے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ پر حملہ کردیا۔ انہیں غداری کی سزادی۔ مدینہ کا شرقی حصہ ان سے خالی کرالیا۔ ان کو وہاں سے جلاوطن کردیا۔

یہود کا محل وقوع پیش نظر رہے تو ان جنگوں کی سنگینی سمجھ آجاتی ہے جنوب میں مکہ جہاں سرداران قریش رہتے تھے درمیان میں مدینہ تھا۔ شمال میں خیبر میں یہودی اپنے مستحکم قلعوں میں رہتے تھے۔ مدینہ درمیان میں ہونے کے سبب غیر محفوظ تھا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگی منصوبہ بنایا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آئندہ ہم اہل مکہ پر حملہ آور ہوں گے۔ اب یہ حملہ آور نہیں ہوسکیں گے۔ اس کے بعد آپ نے مکہ پر پیش قدمی کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبہ کے مقاصد درج ذیل تھے۔

۱- مکہ کو فتح کرنا تاکہ جنگ کا خاتمہ ہو۔

۲- قریش اور یہود میں اتحاد قائم نہ ہونے دینا۔

۳- ملک میں امن کی فضا قائم کرنا۔ تاکہ اسلام کی اشاعت ہو۔

حج و عمرہ کے لئے روانگی۔

اس منصوبہ کو روبعمل لانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ حج پر روانہ ہونے کا اعلان فرمادیا۔ گزشتہ چھ سال سے مدینہ اور مکہ کے درمیان حالات جنگ تھے۔ کوئی شخص مدینہ سے حج یا عمرہ پر جانہ سکا تھا۔ حالانکہ صدیوں سے قائم رواج کے مطابق حج کے مہینوں میں حاجیوں کے قافلوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ خواہ وہ دشمن ہوں۔ اس رواج کے مطابق آپ یکم ذی قعدہ کو ۱۴۰۰ سو صحابہؓ کا قافلہ لے کر روانہ ہوگئے۔ احرام باندھا اور قربانی کے جانور ساتھ لئے۔ یہ قافلہ مکے سے ۷-۸ میل قبل حدیبیہ کے کنویں پر خیمہ زن ہوا (موجودہ نام تمسیہ)

سرداران قریش کو جب ان کی اطلاع ہوئی تو وہ بڑی الجھن میں پڑگئے۔ اگر وہ ان کو حج سے روکتے ہیں تو تمام عرب قبائل میں رسوائی ہوتی ہے۔ اور اگر مکہ میں آنے کی اجازت دیتے ہیں تو دشمن مکہ میں آئے گھومے پھرے یہ ان کی خفت اور کمزوری ہے۔ طرفین سے گفت وشنید کا سلسلہ جاری ہوا۔ درمیان میں کئی موقعے سخت کشیدگی کے آئے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر اڑ گئی۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہؓ کو بہت رنج ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کا انتقام لینے کے لئے جہاد کی بیعت کی۔ اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس بیعت کا قرآن نے ذکر کیا۔ اس کو بیعت الرضوان کہتے ہیں، بہر کیف آخر میں ایک صلح نامہ پر دونوں فریقوں میں یہ شرائط طے ہوئیں۔

۱- مسلمان اس سال بغیر حج کئے واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال آکر حج کرسکتے ہیں۔ اور تین دن مکہ میں رہ سکتے ہیں۔

۲- قریش کا کوئی فرد اگر مدینہ چلاجائے تو اسکو واپس کرنا ہوگا مگر مدینہ کا کوئی فرد آجائے تو اسکو واپس نہیں کیا جائے گا۔

۳- دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بند رہے گی حالت امن قائم ہوجائے۔

۴- عرب قبائل کو اختیار ہوگا کہ جس فریق سے چاہیں وابستہ ہوجائیں۔

۵- صلحنامہ کی شرائط ظاہر میں اہل مکہ کے حق میں ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ہیں۔ عین صلح کے وقت ایک مسلمان ابو جندل آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کے مطابق اس کو واپس کردیا۔ مسلمان اس پر مشتعل اور

رنجیدہ تھے۔ سب خاموش تھے۔ حضرت عمرؓ نے گفتگو کرنا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب کے حکم سے ایسا کیا ہے۔

دور بین نگاہوں میں اس صلح نامہ کے ذریعہ مسلمانوں نے بہت سے فائدے حاصل کر ڈالے۔

۱۔ آئندہ سال حج اور عمرہ پر آنے کی اجازت دے کر اہل قریش نے مدینہ کی اسلامی ریاست کو تسلیم کرلیا۔

۲۔ مسلمانوں کی اپنی حیثیت کو تسلیم کرلیا ان کو حج میں شرکت کی اجازت دیدی۔

۳۔ دوسرے قبائل کو آزادانہ معاہدہ کرنے کا اختیار دے کر اہل قریش نے ریاست مدینہ کی سیاسی قوت کو بھی تسلیم کرلیا۔

۴۔ دس سال تک پر امن بقائے باہمی کے ساتھ رہنے کے بہت سے فوائد نکلے۔ اہلِ مکہ اور قبائلِ عرب مدینہ میں آئے۔ وہاں کے صالح افراد اور صالح معاشرہ کو دیکھا اس کی برتری کو تسلیم کیا۔ اشاعت اسلام کا راستہ کھل گیا۔ ان دس سالوں میں تقریبا سارا عرب مسلمان ہوگیا۔

۵۔ امن کی فضا قائم ہوجانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی عالمگیر دعوت عرب کے باہر بادشاہوں کو بھیجی۔ بادشاہوں کو دعوتی خطوط قاصدوں کے ذریعہ بھیجے۔

۶۔ سب سے اہم فائدہ جو اس صلح سے حاصل ہوا وہ یہ کہ قریش کے سردار اب دس سال تک جنگ سے بے تعلق ہوگئے یہ وہ فوائد تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں تھے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر دب کر یہ صلح کرلی۔

جنگ خیبر

قریش کو جنگ کے کاروبار سے بے تعلق کرنے کے بعد اب یہود تنہا رہ گئے۔ اب ان سے نمٹنا آسان ہوگیا۔ مکہ سے واپس آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس دن بھی آرام نہیں کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کے خلاف فوج کشی کا اعلان کردیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ فوج کشی میں صرف وہ لوگ حصہ لیں جو صلح حدیبیہ میں شریک تھے۔ دراصل یہ بیعت الرضوان کی تکمیل تھی۔

اس صلح پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"اللہ مومنین سے خوش ہوگیا۔ جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا۔ اسلئے ان پر سکینت نازل فرمائی۔ ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی اور بہت سامال غنیمت انہیں عطا کردیا۔

اللہ تم سے بہ کثرت مال غنیمت کا وعدہ کررہا ہے۔ جنہیں تم حاصل کروگے۔ فوری طور پر تو یہ فتح اس نے تمہیں عطا کردی اور لوگوں کے ہاتھ تمہارے خلاف اٹھنے سے روک دیئے۔ تاکہ یہ مومنوں کے لئے ایک نشانی بن جائے۔ اور اللہ سیدھے راستے کی طرف تمہیں ہدایت بخشے۔ اس کے علاوہ دوسری اور غنیمتوں کا بھی وہ تم سے وعدہ کرتا ہے جن پر ابھی تک تم قادر نہیں ہوئے ہو۔ اور اللہ نے ان کو گھیر رکھا ہے اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔ (فتح/۱۸-۲۱)

عرب قبائل میں تجارت یہودیوں کے ہاتھ میں تھی۔ وہ زبردست تاجر اور سرمایہ دار تھے اور خیبر سے لے کر شمال میں شام تک ان کی گڑھیوں کا ایک سلسلہ قائم تھا۔ ان میں خیبر بہت مستحکم قلعہ تھا۔ یہاں پہاڑیوں پر آٹھ مضبوط قلعے تھے جن میں کثیر مقدار میں اسلحہ جمع تھا۔ اشیاء خوردنی کا وافر ذخیرہ موجود تھا۔ اس لئے ان قلعوں کو فتح کرنے میں بہت دن صرف ہوئے۔ بہر حال مسلمانوں نے محاصرہ کرکے ان کو فتح کرلیا یہودیوں کو جلاوطن کرکے شام جانے پر مجبور کردیا۔ خیبر کا علاقہ کھجوروں کے باغات سے پر تھا۔ بعض یہودی ماہر کاشت کار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو کاشت کاری کے لئے نصف بٹائی پر وہیں روک دیا مدینہ کی شمالی سرحد اب پوری طرح محفوظ ہوگئی۔

فتح مکہ

خیبر کی فتح اور یہود کی جلاوطنی کی خبر جب مکہ پہنچی تو ان پر مدینہ کی اسلامی ریاست کی دھاک بیٹھ گئی انہوں نے محسوس کیا کہ انکا ایک بازو ٹوٹ گیا اب مدینہ سے لڑنے کے قابل نہیں رہے۔ وہ مرعوب ہوگئے اس زمانہ میں چند واقعات ایسے پیش آئے جن سے حدیبیہ کی شرائط پر عمل ختم ہوگیا۔ اس کی صورت یہ بنی کہ مدینہ کے حلیف بنی خزاعہ پر مکہ کے حلیف بنی بکر نے حملہ کردیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے حرم کعبہ میں پناہ ڈھونڈی تو وہاں بھی ان کو مارا۔ وہ لوگ شکایت لے کر مدینہ میں آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداران قریش کے پاس قاصد بھیجا کہ قبائلی رواج کے مطابق

۱۔ یا تو مقتولین کو خون بہادو۔

۲۔ یا بنی بکر کے ساتھ معاہدہ سے ہاتھ اٹھالو۔

۳۔ یا صلح نامہ حدیبیہ کو منسوخ کردو۔

ان نادانوں نے کہا کہ ہم صلح نامہ حدیبیہ کو ختم کرتے ہیں۔ بنی خزاعہ کا بدلہ لینے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مکہ کے خلاف جنگ کی تیاری شروع کردی۔ ارد گرد کے قبائل مدینہ کی طاقت کا اندازہ لگا چکے تھے

اس لئے وہ بھی آکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوگئے۔

پھر اہلِ مکہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اب اہلِ مکہ میں بدر اور احد کا دم خم باقی نہیں رہا تھا۔ وہ کمزور تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرعوب تھے۔ مرعوبیت کا آغاز اس وقت ہوا جب صلح حدیبیہ کے لئے فریقین کے درمیان مذاکرات جاری تھے۔ اہل مکہ کی جانب سے نہایت معقول اور تجربہ کار سن رسیدہ بزرگ عروۃ بن مسعود ثقفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تھے۔ وہاں انہوں نے صحابہ کرامؓ کی محبت، تعظیم اور ادب کو دیکھا واپس جا کر انہوں نے قریش سے بیان کیا۔

"اے میری قوم کے لوگو، میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں۔ میں نے قیصر، کسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے ہیں۔ خدا کی قسم، عقیدت، محبت، تعظیم اور اخلاص کا ایسا منظر میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم وہ تھوکتے ہیں تو صحابہؓ میں سے کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً اس کام کو کرتے ہیں اور ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے پہلے وہ اس حکم کو بجا لائے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کرتے ہیں تو صحابہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کا پانی حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بات کرتے ہیں تو صحابہؓ آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور تعظیما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظریں اٹھا کر نہیں دیکھتے" صحابہ کی محبت اور عقیدت سے وہ حیرت اور استعجاب میں تھے۔

فتح مکہ

بہر کیف اہلِ مکہ نے دوبارہ صلح کی بات چیت کرنے کے لئے ابو سفیان کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بھیجا ابو سفیان سب سے پہلے اپنی بیٹی ام حبیبہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا، شاید اس کا خیال یہ ہوگا کہ بیٹی میری سفارش کرے گی۔ مگر وہاں جو معاملہ پیش آیا سخت خفت اور تذلیل کا تھا جو سپہ سالار قریش کی برداشت سے باہر تھا۔ ابو سفیان گھر کے اندر داخل ہوا۔ اور بچھے ہوئے بستر پر بیٹھنا چاہا۔ بیٹی نے لپک کر وہ بستر لپیٹ کر الگ رکھ دیا۔ ابو سفیان نے کہا کیا میں اس بستر پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہوں؟ بیٹی نے جواب دیا۔ تو مشرک ہے نجس ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر نہیں بیٹھ سکتا۔ یہ کہتے ہوئے وہ وہاں سے باہر نکل آیا کہ میرے بعد تیرے اندر شر پیدا ہو گیا ہے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ ایک ایک صحابی کے پاس گیا مگر کہیں سے بھی امید افزا جواب نہیں ملا۔ آخر وہ وہاں سے واپس مکہ آگیا۔

اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کاارادہ فرمایا۔ فتح مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر درج ذیل مقاصد تھے۔

۱۔ مکہ فتح ہوجائے۔ حالت جنگ کا خاتمہ ہوجائے۔

۲۔ اسلام کی اشاعت عام کے لئے پرامن فضا مہیا ہوجائے۔

۳۔ خوں ریزی کم ازکم ہو۔ طاقت سے مرعوب کرنے کے بجائے لوگوں کے دل جیت لئے جائیں۔

۴۔ قریش کے نوجوان مردان کار اسلامی نظام کی اشاعت اور اقامت کے لئے حاصل ہوسکیں۔

دس ہزار صحابہ کرامؓ کالشکرِ جرار لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ اہلِ مکہ کو اس وقت تک خبر نہ ہوسکی جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب مرالظہران میں نہ پہنچ گئے۔ رات ابو سفیان اور دوسرے سرداران قریش حالات کا جائزہ لینے کے لئے لشکر کی قیام گاہ میں آگئے۔ حضرت عباسؓ سے ملاقات کرکے کوشش کی کہ حالات سدھر جائیں۔ مگر کچھ نہ ہوسکا۔ ایک طویل لشکر اس کے سامنے سے گزررہا تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہوگیا۔ پھر حضرت عباسؓ کے ترغیب دینے پر اس نے کلمہ شہادت پڑھ لیا۔ حضرت عباسؓ کے کہنے پر اس کو یہ اعزاز بھی مل گیا کہ جو شخص ابو سفیان کے گھر میں پناہ پکڑے گا وہ محفوظ ہوگا۔

اس طریقہ سے وہ شخص جو قریش کی افواج کا سپہ سالار تھا جو آٹھ سال سے مسلسل مدینہ کی اسلامی ریاست کے خلاف جنگ آزما تھا۔ آئندہ بھی جس سے جنگ کی اور مقابلہ کی توقع کی جاسکتی تھی۔ اس کو مرعوب کرلیا گیا۔ اعزاز دے کر اس کو جنگ سے باز رکھا گیا۔ اب بلاخون ریزی کے مکہ فتح ہونے کے امکانات روشن ہوگئے۔ ابو سفیانؓ نے آگے بڑھ کر مکہ میں داخل ہوکر اعلان کردیا۔ "اے قریش محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کے ساتھ آرہے ہیں۔ کسی کو ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہوجائے، وہ امن میں ہے، اور جو میرے گھر میں داخل ہوجائے وہ بھی امن میں ہے۔ جو شخص اپنے گھر میں بیٹھ کر گھر کا دروازہ بند کرلے وہ بھی امن میں ہے۔

مکہ میں داخلہ

صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ انداز میں مکہ میں داخل ہوگئے۔ بغیر کسی طمطراق کے۔ شہر بغیر خون خرابہ کے فتح ہوگیا۔ ابو سفیانؓ کے اعلان کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں بند ہوگئے یا حرم کعبہ میں جمع ہوگئے۔

کعبہ میں جو بت نصب تھے ان سب کو توڑدیا گیا۔ خانہ کعبہ کو صحابہؓ نے زم زم سے خوب اچھی طرح دھویا۔ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر جھکائے عاجزانہ انداز میں یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔ اس نے اپنے بندوں کی مدد فرمائی۔ دشمنوں کی تمام جماعتوں کو تنہا اس نے شکست دیدی"

اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ جس میں جاہلی نخوت اور جاہلی رسوم و رواج سب ختم کر دیئے۔

ظہر کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر بلند آواز سے اذان دی۔ مشرکین پہاڑیوں کی چوٹیوں سے یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ آپ حرم محترم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انفرادی طور پر لوگ آ آ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" آج تم پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔ تم سب آزاد ہو"

شہر میں ہر طرح کا امن و امان قائم ہو گیا۔ بد ترین دشمن بھی آ کر مسلمان ہونے لگے۔ اسی دن قریش کی اکثریت نے اسلام قبول کر لیا۔

شہر کا انتظام۔

شہر کے انتظام کے لئے آپ نے عتاب بن اسید کو عامل مقرر کیا۔ یہ ۲۱ سالہ قریشی نوجوان تھا۔ جو ایک دن قبل ہی مسلمان ہوا تھا۔ ایک درہم یومیہ اس کی تنخواہ مقرر فرمادی البتہ اہلِ مکہ کی تعلیم اور تربیت کے لئے صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم معاذ بن جبلؓ کو مقرر کیا۔

اس تقرری میں کس قدر حکمتوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔ اگر مہاجرینؓ اور انصارؓ میں سے کسی شخص کو مقرر کیا جاتا تو اہلِ مکہ کے ذہنوں میں وہی پرانی کشمکش زندہ رہتی۔ اگر سن رسیدہ سرداران مکہ کو ہی عامل مقرر کر دیا جاتا تو اتنی جلد ان کے اندر ذہنی تبدیلی پیدا کرنا ممکن نہیں تھا۔ اس لئے ایک نو خیز نوجوان کو عامل مقرر کر دیا۔ اتنے بڑے شہر کی امارت کے منصب پر ایک نوجوان کو مامور کر کے اس پر غیر معمولی اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو ان غیر معمولی حالات اور غیر معمولی ذمہ داریوں کا اہل ثابت کیا۔

فتح مکہ کے بعد قریش کے معاملہ فہم مردانِ کار افراد کثیر تعداد میں مدینہ کی اسلامی ریاست کو حاصل ہو گئے۔ جنہوں نے ریاست کی مختلف ذمہ داریوں کو سنبھال لیا اور بدرجہ احسن سنبھالا۔ خالد بن ولید، عمرو بن العاص، عکرمہ بن ابو جہل یہ سب لوگ صلح حدیبیہ کے بعد ہی مسلمان ہوئے صلح حدیبیہ فتح مکہ کا پیش خیمہ تھا۔ اس لئے قرآن مجید اس کو فتح مبین کہتا ہے صلح حدیبیہ نبوی سیاست کاری کا شاہکار ہے۔